ایک انتہائی مکروہ اور گھناؤنا مرض

دینِ اسلام ایسی تعلیمات دیتا ہے جو معاشرہ میں انصاف، اخوت، محبت، خوش گوار تعلقات اور حسن پیدا کرتی ہیں، اور ایسی تمام باتوں سے روکتا ہے جو کسی بھی انسان کے ساتھ ناانصافی کا سبب بنیں، ماحول خراب کریں، تعلقات میں کشیدگی پیدا کریں، آپس میں غلط فہمیوں کو پروان چڑھائیں یا دل میں غلّ وغش کا باعث بنیں۔ لہٰذا جب اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی گذاری جائے تو معاشرے کا ماحول نہایت خوش گوار، پیار بھرا اور حسین بن جاتا ہے۔

جب ایک مرتبہ ایسا خوبصورت معاشرہ وجود میں آجائے تو اس کو برقرار رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے تمام ذمہّ دار افراد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پابند کیا ہے۔ امر بالمعروف کا مطلب یہ ہے کہ لوگ آپس میں اچھی باتیں کرنے کا ماحول بنائیں، اچھے کاموں کے بارے میں گفتگو کریں، اچھے کاموں کی ایک دوسرے کو یاددہانی اور رغبت دلائیں اور اچھے کاموں کی قدردانی کریں اور اس قدردانی کا اظہار کریں تاکہ لوگوں میں اچھے کام کرنے کا جذبہ بڑھے اور ہمت افزائی ہو۔ نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ ایسا ماحول بنا دیا جائے کہ لوگ کوئی بری بات کرنے سے احتراز کریں، عار و شرم محسوس کریں، اگر کوئی بُری بات یا کام کر رہا ہو تو اسے حکمت اور طریقے سے روک دیں اور باز رکھیں، نہ تو ایسے موقع پر خاموش رہیں اور نہ ہی ایسی بات کی قدر افزائی کریں تاکہ بُری بات یا بُرا کام کرنے والے کی حوصلہ شکنی ہو اور وہ ایسی باتوں یا کاموں سے باز رہیں اور آئندہ بھی کوئی ایسی بات یا کام کرنے کی ہمت نہ کرے۔ اگر بُرائی بڑی ہو تو اس کے آغاز پر ہی اسے روک دیا جائے۔ اور اگر اتنی سنگین نہ ہو تب بھی موقع پر ہی اس کی اصلاح کردی جائے، تاخیر نہ کی جائے۔ مگر جو بھی بہترین طریقہ اس وقت اختیار کیا جاسکتا ہو، اصلاح اس بہترین طریقے سے کی جائے۔ اور اگر کرنے والا اس بُرائی کو نہ چھوڑے تو اس سے اظہار ناراضگی کے طور پر ترکِ تعلّق کرلیا جائے اور اس کی تکریم نہ کی جائے۔ اسی لئے ہم ہر روز دعائے قنوت میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ جو تیری نافرمانی کرنے والا ہو ہم اس سے علیٰحدہ ہوجاتے ہیں اور اس سے ترکِ تعلق کرلیتے ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے معاشرے میں اچھائی کو فروغ ہوتا ہے اور برائیوں کا قلع قمع ہوتا رہتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں سے نہی عن المنکر کافی مشکل کام ہے۔ لہٰذا جب مسلمانوں کے ایمان میں کمزوری آتی ہے تو سب سے پہلا فرض جو وہ ترک کرتے ہیں وہ نہی عن المنکر ہے۔ کیونکہ کسی دوست، بھائی، ساتھی، یا رشتہ دار کو یہ کہنا کہ تم جو کر رہے ہو غلط ہے اور تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے، بہت ہمت کا کام ہے۔ عین موقع پر ٹوک دینا یا ہاتھ روک دینا اور بھی مشکل ہے خواہ وہ کتنا ہی طریقے، حکمت اور دانائی سے کیا جائے، حالانکہ اسلام یہی چاہتا ہے۔

جب مسلمان اس مشکل کام سے کترانے لگتے ہیں تو معاشرے میں بُرائیاں پھیلنے لگتی ہیں اور لوگ ایک دوسرے کو بُرائی کرتے دیکھ کر خود بھی وہی کچھ کرنے لگتے ہیں۔ جب معاشرے کی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ لوگ بُرائی سے روکنے کا عمل بند کر دیتے ہیں تو ان کے اندر ایک اور انتہائی مکروہ خرابی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ بُرائی کرنے والے کی بُرائیاں پیٹھ پیچھے بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یعنی کسی کے منہ پر تو اس کی بُرائی کو بُرائی کہنے کی ہمّت نہیں ہوتی لیکن اس کی غیر موجودگی میں اس کی بُرائیاں دوسرے کے سامنے بیان کرنے لگتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ مرض معاشرے میں پھیل جاتا ہے تو بُرائی کا ذکر بُرائی کی کراہت کی وجہ سے نہیں کیا جاتا بلکہ لوگوں کو خواہ مخواہ دوسرے لوگوں کی بُرائی بیان کرنے کی عادت ہوجاتی ہے۔ ایسی صورت میں آمنے سامنے تو وہ ایک دوسرے کو ایسے ملتے ہیں جیسے وہ ایک دوسرے کے خیر خواہ، قدردان اور تکریم کرنے والے ہوں بلکہ وہ گرم جوشی سے مصافحہ اور معانقہ بھی کرتے ہیں، لیکن جب وہ شخص موجود نہیں ہوتا تو اس کی بُرائیاں کی جاتی ہیں اور اس کی بات بات سے کیڑے نکالے جاتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اسے غیبت کہتے ہیں۔

غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر ایسے کیا جائے جو اسے ناگوار ہو۔ یعنی اس کی غیر موجودگی میں اس پر ایسی تنقید کی جائے یا ایسی خرابی جو اس کے اندر موجود ہو اس کا ذکر کیا جائے جو اس کے بارے میں خراب تصور پیدا کرے، قطع نظر اس کے کہ آپ اس کی وہ خرابی اس کے منہ پر بھی بیان کر چکے ہوں اور خواہ اس کو معلوم بھی ہو کہ آپ اس کی خرابی لوگوں کو بیان کرتے ہیں۔ پھر بھی کسی بھی لحاظ سے کسی کی غیر موجودگی میں کسی کی بُرائی جو اس کے اندر موجود ہو اس کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ اور اسلام کے اندر یہ مرض اس قدر مکروہ اور گھناؤنا تصور کیا جاتا ہے کہ قرآن اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیتا ہے۔

پیٹھ پیچھے کسی کی حقیقی برائی بیان کرنے کی اجازت صرف کسی شرعی ضرورت کیلئے ہے جیسے اگر کسی نوکری، شادی یا ووٹ دینے کے معاملے میں آپ سے کسی امیدوار کے بارے میں پوچھا جائے تو جو بات آپ کو اپنی ذاتی علم کی بنیاد پر معلوم ہو وہ آپ مشورہ مانگنے والے کو صرف اس حد تک بتادیں جو بات آپ کے ذاتی علم میں ہو اور آپ اس پر کوئی کمی بیشی نہ کریں۔ یا کوئی مظلوم دادرسی یا حصول انصاف کیلئے ظالم کی زیادتیاں بیان کرے۔

غیبت تو ایسی بُرائی کا ذکر کرنا ہے جو کسی کے اندر فی الواقع موجود ہو اور ذکر کرنے والے کو بذاتِ خود ذاتی مشاہدے یا تجربے کی وجہ سے اس کا علم ہو۔ جب غیبت کا مرض معاشرے میں کثرت سے پھیل جاتا ہے، تو لوگ دوسروں کے بارے میں ایسی باتیں بھی کرنے لگ جاتے ہیں، جو محض سُنی سنائی باتوں یا افواہوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ یعنی ذکر کرنے والے کو خود اس خرابی کا ذاتی علم نہیں ہوتا بلکہ وہ محض دوسروں سے سُنی سنائی باتوں کی بنیاد پر کوئی بُرائی غیر موجود شخص کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ ایسا کرنے والا غیبت کے ساتھ جھوٹ کا مرتکب بھی ہوتا ہے، کیونکہ حضور اکرمؐ کے فرمان کے مطابق کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شخص سُنی سنائی بات بغیر اس بات کی تصدیق کئے اور سچائی کی پرکھ کئے آگے دوسروں کو پہنچاتا ہے۔ (اس کا اطلاق بغیر تصدیق شدہ ای میلیں آگے بھیجنے پر بھی ہوگا۔ یعنی جو شخص ایسی ای میلیں لوگوں کو آگے بھیج دیتا ہے جس کی صحت اور درستی کی تصدیق نہیں کرلی۔ وہ شخص اس حدیث کے مطابق جھوٹا ہے)۔

کچھ لوگ اس حد سے بھی آگے نکل جاتے ہیں اور محض کسی شخص سے نفرت یا حسد کی وجہ سے یا کسی ذاتی عداوت، پرخاش یا کینے کی وجہ سے من گھڑت بُرائیاں کسی سے منسوب کرتے ہیں اور اس کی غیر موجودگی میں ان من گھڑت خرابیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بہتان گھڑنے کے مجرم ہیں جو اور بھی زیادہ سنگین گناہ ہے۔

آج کل مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ وہ ان بُرائیوں کو بہت ہلکا سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ سامنے بات کرنے کی بجائے پشت پر بات کرنے کو عقلمندی اور ہوشیاری سمجھتے ہیں۔ وہ کسی شریف آدمی کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرکے اور افواہیں اڑا کر اس کی کردار کشی کر دیتے ہیں اور بھلے مانس کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس کے بارے میں کیا کیا غیبتیں، جھوٹ اور بہتان پھیلائے جاچکے ہیں۔ حالانکہ غیبت، سنی سنائی باتیں اور بہتان ایسی برائیاں ہیں کہ انسان کی تمام عبادتوں، نفلوں، حجوں اور خیراتوں کے باوجود بھی انسان کو جہنم میں لے جاسکتی ہیں۔

جو شخص کسی کی غیبت کرتا ہے یا اس پر بہتان لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسی حرکت کرنے والے کی نیکیاں اسکے کھاتے میں ڈال دیتا ہے جس کی بُرائی بیان کی جاتی ہے اور اس کی بُرائیاں غیبت کرنے اور بہتان گھڑنے والے کے کھاتے میں ڈال دیتا ہے۔ اس حساب سے ظاہر ہے کہ ایسا شخص جسے دوسروں کی بُرائیاں کرنے کی عادت ہو وہ اپنی نیکیاں گنواتا اور دوسرے کے گناہ اٹھاتا ہوا جہنم میں جا پڑے گا۔

ممکن ہے کہ کوئی یہ سوچے کہ اگر کسی کو اس کی بُرائی بتائی جائے تو وہ سمجھنے کی بجائے الٹا ناراض ہوجاتا ہے تو ایسے حالات میں کیا کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے پاس صرف دو راستے ہیں:۔

۔ اگر بُرائی کوئی ایسی سنگین نہیں ہے تو اسے نظر انداز کریں اور بالکل خاموش رہیں۔

۔ ورنہ اس شخص کی اصلاح کی خاطر طریقے سے اسے سمجھا کر اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔

لیکن آپ کو ہرگز یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ بات اس کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے افراد کے سامنے بیان کریں سوائے شرعی ضروریات کے۔

اگر آپ کسی کی غیبت کر چکے ہیں تو اس کے ازالے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اس شخص کو جس کی برائی کی گئی تھی اسے علم ہو تو اس سے بھی معافی مانگیں، اس کے علاوہ بہرصورت اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، جن اشخاص کے سامنے آپ نے اس کی بُرائی کی، ان کے سامنے اس شخص کی کثرت سے تعریف کریں اور اس کے اچھے اوصاف جو اس کے اندر موجود ہوں وہ بیان کریں۔ اور اگر وہ اشخاص جن کے سامنے کسی کی بُرائی کی گئی تھی اب وہ ربط میں نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے بھی معافی مانگیں، جس کی بُرائی کی تھی اس کے لئے بھی دعائیں کریں، اس کے حق میں خیرات کریں اور اپنے رابطے کے افراد کے درمیان اس کے اوصاف بیان کریں۔ ورنہ موت کے بعد اپنی نیکیاں گنوانے اور اس کی بُرائیاں اٹھانے کے لئے تیار رہیں۔